

کسی صورت میں جنگ نہیں ہونی چاہیے!

پلوامہ کے خودکش حملہ کو بہت زیادہ توجہ نہ دی۔ وجہ بالکل سادہ سی ہے۔ جس دن سے ہوش سنجala ہے، پاکستان اور ہندوستان کی باہمی چیپلاش، جنگیں، سرحدی جھٹپیں اور نفرت پر منی بیانات کے علاوہ کبھی کچھ دیکھنے یا سننے کو ملا ہی نہیں ہے۔ اب فطری طور ان بُری خبروں کا عادی ہو چکا ہوں۔ سونے پر سہا گا، پاکستان میں ایک لاکھ کے قریب انسانی جانوں کے ضائع ہونے کے لخراش دہشت گردی کے واقعات بھی ہیں۔ مسلسل واقعات نے مجھے ان تمام خبروں، واقعات کا عادی ساختا دیا ہے۔ ایک مشکل خبر۔ کچھ لمحے افسوس کے۔ اسکے بعد زندگی پھر سے بغیر کسی ڈھب کے روای دواں۔ ہمارے جیسے ملکوں میں انسانی زندگیوں کا المیہ یہ ہے کہ وہ خوشی کی عادی نہیں رہتیں۔ اسکے برعکس وہ اُجڑی ہوئی خبروں کو اپنا حال اور مستقبل جان کر پیکاری زندگی گزارنے کی عادت بنایتیں ہیں۔ دو سال قبل میں اکثر ملک سے باہر جاتا تھا۔ مگر اب عرصے سے کسی مغربی ملک میں نہیں گیا۔ صرف اسیے کہ واپس آ کر اپنی ذہنی اور سماجی پسمندگی دیکھ کر غم ہوتا ہے۔ دکھ ہوتا ہے۔ یادا، اگر مغربی دنیا میں رہنے والے انسان ہی تو ہم کیا ہیں۔ بالکل اسی تناظر میں مقبوضہ کشمیر میں ہونے والے خودکش دھماکے کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ ٹھیک ہے، ہو گیا۔ قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں۔ الزامات کی بارش ہو گی اور پھر مغربی ممالک صلح کروائیں گے اور پھر دونوں ممالک خاموشی سے زندگی گزارنے لگ جائیں گے۔

حملے کے تین چار دن بعد عابد صاحب کافون آیا۔ حسب معمول اپنی چھوٹی سی لا بھری ی میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگے کہ کیا آپ نے جو ہندوستانی سپاہی پلوامہ کے خودکش حملے میں مارے گئے ہیں، انکی آخری رسومات دیکھی ہیں۔ جواب تھا کہ نہیں۔ شائد اسیے بھی کہ ٹوی دیکھنا تقریباً متروک کر چکا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ اینیمل پلانیٹ (Animal Planet) دیکھنے پر اتنا کرتا ہوں۔ ٹوی چینل نہ دیکھنے کی وجہ بالکل عام سی ہے۔ وہ حضرات جود رست اردو بول نہیں سکتے، جنہوں نے ہر موضوع پر بغیر سنجیدہ مطالعہ کیے بغیر، جہالت پھیلانے کا عظیم کر رکھا ہے، جنہوں نے شام کو سوٹ اور ظایاں لگا کر جزوی عالم اور تجزیہ کا ربنے کو شعارِ زندگی بنا رکھا ہے۔ چند خواتین جو پارلر سے تیار ہو کر، بغیر کسی مطالعہ اور مشاہدہ پر سنجیدہ ترین موضوعات پر ادنیٰ گفتگو کرنے کا حوصلہ رکھتی ہیں، مجھے اس طرح کے مناظرے یاٹی ٹوی ٹاک شود دیکھنے مناسب نہیں لگتے۔ ہاں، مجھے ڈیوڈ فروست (David Frost) جیسے جید اور سنجیدہ میڈیا پرسن پسند ہیں جن میں مطالعہ کی گہرائی، سچ بولنے کی ہمت اور تحقیق کی جگہ تجوہ ہے۔ بہر حال عابد کے فون نے مجبور کر دیا کہ ہندوستانی چینل دیکھوں۔ انٹرنیٹ پر ہندی، اردو اور انگریزی چینل دیکھے۔ ششد رہ گیا۔ جو سپاہی پلوامہ میں مارے گئے تھے۔ انکی آخری رسومات کیلئے تقریباً ہر شہر میں ہزاروں نہیں لاکھوں کا مجمع کھڑا ہوا تھا۔ ہندوستان میڈیا پر جنگی ترانے چل رہے تھے۔ وطن دوستی کے نعرے لگ رہے تھے۔ سپاہیوں کے جسدِ خاکی کے اعزاز میں ان گنت لوگ سڑکوں پر کھڑے ہوئے تھے۔ پاکستان کے خلاف نعرے لگ رہے تھے۔ انہاک سے یہ خصوصی ٹرائیمیشن دیکھنے کے بعد، اندازہ ہوا کہ اس واقعہ کا عمل پہلے سے مختلف ہو سکتا ہے۔ پھر ذہن میں سوال آیا، کہ کیا، فوری جواب اس وقت ذہن میں نہیں آیا۔ مگر دونوں سے یہ کہتہ خوفناک جنگ کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ پلوامہ کے واقعہ کے ردِ عمل میں دونوں ملکوں میں باہمی

جنگ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ہمارے ملک میں انڈین چینل دیکھنے کی سہولت عام نہیں ہے۔ اسلیے عوامی سطح پر پوامہ کے واقعہ کا ہندوستانی رِ عمل دیکھنا اور پرکھنا قدرے مشکل ہے۔ تین چاروں سے میں پاکستانی اور دیگر بین الاقوامی چینلز مسلسل دیکھ رہا ہوں، تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ معاملہ کس طرف جا رہا ہے۔

پاکستان میں ایک انہائی سطحی عمل بھی دیکھنے کو ملا ہے۔ مختلف میڈیا پرسنز، شہر کی مصروف شاہراہ اور مارکیٹوں میں کھڑے ہو کر عام لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ دونوں ممالک کی جنگ ہونی چاہیے کہ نہیں۔ رکشہ روک کر سوال کیا جاتا ہے کہ جنگ پر آپ کے کیا تاثرات ہیں۔ خرید و فروخت میں مصروف لوگوں کو پوچھا جاتا ہے کہ اگر جنگ ہوئی تو پھر کیا ہوگا۔ رکشہ ڈرائیور، سفارتی سنجدگیوں سے مبرادر اور خواتین کا جواب ایک جیسا ہی ہوتا ہے کہ جنگ ہوئی تو ہم دشمن کو تباہ کر ڈالیں گے۔ یہ جذبہ کس حد تک قابل قدر ہے۔ مگر کیا ان لوگوں کو ایسی ملکوں کے درمیان جنگ کا اندازہ یا تجربہ ہے۔ یہ جنگ صرف اور صرف جاپان نے دیکھی ہے۔ آج ایسی جنگ کے خلاف دنیا میں سب سے موثر آواز ہے۔ عوام تو کیا، خواص کو بھی اندازہ نہیں کہ ایسی جنگ کتنی خطرناک اور سفاک ہوتی ہے۔ روایتی جنگ کے متعلق پھر بھی کچھ کہا جاسکتا ہے۔ مگر ایسی جنگ جو کہ پاکستان کے پاس آخری آپشن کے طور پر موجود ہے، اس میں اگلے کئی سینکڑوں سال تک تمام برصغیر صرف بخیر علاقہ ہی ہوگا۔ حیرت ہوتی ہے جب چند پڑھ لکھے لوگ بھی یہ کہتے ہیں کہ ایسیم بم بھی تو استعمال کرنے کیلئے ہوتا ہے۔ نہیں، صاحب، نہیں۔ ایسیم بم کسی بھی جنگ کو روکنے کیلئے ہوتا ہے۔ اسکے استعمال کے متعلق تو سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ امریکہ اور روس بدترین دشمن ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں یہ دونوں اپنے مفاد کے تحفظات کیلئے دست و گریباں رہتے ہیں۔ انکے پاس ایسی ہتھیاروں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ مگر آج تک، دونوں نے باہمی ایسی جنگ کا ذکر تک نہیں کیا۔ مگر ہمارے ہاں، جس جہالت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے، وہ حد درجہ ناقابل قبول ہے۔ یہی معاملہ انڈیا میں ہے۔ عوام کو پروپیگنڈے کے زور پر اس درجہ متاثر کر دیا گیا ہے کہ اپنے ہر مسئلہ کی جڑ پاکستان میں ڈھونڈتے ہیں۔ بی جے پی چونکہ ایک مذہبی جماعت ہے، لہذا اسکی حکومت پاکستان کے ساتھ ایک جنگ کرنا ضروری گردانتی ہے۔ انڈیا میں مجموعی طور پر اس وقت کے حالات اور جذبات مکمل طور پر جنگ کی جانب رواں دواں ہیں۔ بدقتی دونوں طرف بال کھولے رقص کر رہی ہے۔ وزیر اعظم مودی کا رو یہ حد درجہ غیر ذمہ دارانہ ہے۔ راجہستان میں تقریر کرتے وقت انہوں نے جو کچھ کہا ہے، وہ کسی بزرگ سیاستدان کا نہیں، بلکہ کسی ادنیٰ شخص ہی کا ہو سکتا ہے۔ اس نازک موڑ پر مودی جیسا شدت پسند انسان، معاملہ کی کشیدگی کو حد درجہ بڑھا رہا ہے۔

اسکے بعد، وزیر اعظم عمران خان نے کمال مدرسین کا ثبوت دیا ہے۔ یہ کہنا کہ ”آپ آئیں اور دہشت گردی پر بات کریں۔ کوئی ٹھوس ثبوت دیں تو پاکستان ان عناصر کے خلاف اپنے مفاد میں فوری کارروائی کریگا۔“ یہ بات آج تک کسی وزیر اعظم نے نہیں کی۔ اس سنجیدہ بیان کی اصل وجہ یہ بھی ہے کہ عمران خان نے مشاورت ان لوگوں اور اداروں سے کی ہے، جو موقعہ کی نزاکت اور مضرات کو خوب سمجھتے ہیں۔ ورنہ یہاں تو ایسے دانشوروں کی کوئی کمی نہیں، جو اپنے کالموں، بیانات اور ٹاک شوز میں ہر مسئلہ میں مذہبی علم کو پیش کرنا لازم سمجھتے ہیں۔ انہوں نے موجودہ علوم اور جدید کتابوں کو نہ پڑھنے کی قسم کھارکھی ہے۔ دین کا وہ رخ پیش کرتے ہیں جو آج کی دنیا میں ایک انج

پر بھی نافذ نہیں ہے۔ عربوں کی تاریخ کی تین چار کتابیں رٹ کروہ جدید علم کے نزدیک جانا کفر سمجھتے ہیں۔ انتہائی سفا کی سے ملک میں جدت پسندی اور حقیقت کی دنیا کی نفی کرتے ہیں۔ پاکستانی وزیر اعظم نے دلیل پر بات کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ خان سے لاکھ اختلافات کریں، مگر آپ اسکی مدل تقریر کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسکے برعکس مودی بطور وزیر اعظم انتہائی متعصب اور غیر حقیقی روایہ اپنائے ہوئے ہے۔ یہ کہنا کہ فوج کو کھلا ہاتھ دیدیا ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ یہ ایک ایسی طاقت کے ملک کے وزیر اعظم کا نہیں ہونا چاہیے۔ وہ اس وقت عوای جلسوں کا اہتمام کر رہے ہیں۔ پاکستان کو سبق سکھانے کی باتیں کر رہے ہیں۔ مودی کا تعلق بیجے پی کے عسکری رنگ سے ہے۔ اسیلے انکی پوری زندگی کی ذہنی تربیت اور خواہشات، زبان و بیان پر جاری ہیں۔ بیانیہ صرف ایک ہے کہ پاکستان کو از حد نقصان پہنچایا جائے۔

پاکستان میں عمران خان اور عسکری ادارے پوری کوشش کر رہے ہیں کہ معاملہ کو بگڑنے نہ دیا جائے۔ مگر حیرت نہیں دکھ کی بات ہے کہ جناب شہباز شریف اور جناب زرداری صاحب کسی بھی طرح اس مشکل وقت میں قومی یک جہتی کا رویہ اپنانے کو تیار نہیں ہے۔ شہباز شریف تو پھر بھی ایک آدمی بارہالیہ صورتحال پر بیان دے چکے ہیں۔ مگر زرداری صاحب تو مکمل طور پر خاموش ہیں۔ اس نازک وقت پر سراج درانی کے ساتھ بھکھتی میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ بہر حال آج کا موضوع ان دونوں خاندانوں کے معاشر جرام نہیں، بلکہ اس کڑے وقت میں ان قوتوں کا، حکومت اور عسکری اداروں کے ساتھ غیر مشروط تعاون کا نہ ہونا ہے۔ ویسے اب تو لگتا ہے کہ انکا عدم تعاون، ہمارے ملک کیلئے شائد بہتر ہے۔ انکے بیانات تو عالمی عدالت میں پاکستان کے خلاف، ہندوستانی وکلاء نے بطور ثبوت پیش کیے ہیں۔ کیا یہ قبل قبول ہے۔ آپ خود بتائیے۔ میرے جیسے عام سے آدمی کیلئے تو یہ ملک دشمنی ہے، صرف اور صرف پیغم ملک دشمنی۔

پوری دنیا، دونوں متحارب ممالک کے روپوں پر پریشان ہے۔ سفارتی سطح پر پاکستان بھی ہرگز ہرگز تنہائیں ہے۔ لازم ہے، ہندوستان بھی ہمارے خلاف بھرپور سفارت کاری میں مصروف ہے۔ دونوں ملک اپنی اپنی حکمت عملی میں کامیاب ہیں۔ مگر دیکھا جائے، تو دونوں ممالک کا غریب آدمی ہر طرح سے ناکام ہے۔ اسکے متعلق کیا بات کی جائے۔ بلکہ کیوں کی جائے۔ اسیلے کہ ہمارے اصل دشمن توجہات، غربت اور شدت پسندی ہے۔ مگر کسی کو ان مہلک ترین دشمنوں سے جنگ کرنے کی فرصت نہیں۔ ایسی ممالک جو ہر طرح کے کیل کانٹے سے لیس ہیں، جو ایک دوسرے کو فتا کر سکتے ہیں، تباہ کر سکتے ہیں۔ انکے درمیان صرف اور صرف امن ہونا چاہیے۔ کسی صورت میں بھی جنگ نہیں ہونی چاہیے۔

راو منظر حیات